رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے ۔ مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

اخبار الحکم

ایڈیٹرز

شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی + ابن یعقوب شیخ محمود احمد قادیانی

نمبر ۳۷	دار الامن والامان	۲۸ نومبر ۱۹۲۰ء	قریۃ المبارک قادیان	جلد ۲۳

سنہ ۱۸۹۸ء کا الحکم

آج سے ۲۲ سال پیشتر اخبار الحکم ۲۹ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء کے ایک مضمون کو درج کرتا ہوں تاکہ قارعین اسی لطف کو پھر ایک دفعہ حاصل کرلیں جو آج سے ۲۲ برس پیشتر اٹھا چکے تھے ۔ (ایڈیٹر)

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں

این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

خدا تعالیٰ کا ہمیشہ یہ ایک اٹل اور لاتبدیل قانون پاتے ہیں کہ بدوں ضرورت حقہ وہ کسی ریفارمر کو مبعوث یا مامور نہیں فرماتا اسی کی طرف اشارہ ہے بالحق انزلناہ وبالحق نزل ۔

خدا تعالیٰ کے فعل یعنی صحیفہ فطرت میں ہم یہ کھلے طور پر دیکھتے ہیں کہ بادل اسی طرف اُمنڈ اُمنڈ کر آتے ہیں جب ان کی اشد ضرورت ہوتی ہے ۔ ورنہ بے محل بے وقت غیر ضروری فعل کی نسبت اللہ کریم کی طرف کبھی نہیں ہو سکتی ہے ۔ جو حکیم بھی کہلاتا ہے ۔ پس یہ ضروری بات ہے کہ جب کوئی مصلح آوے تو اُس کی ضروت واقعی طور پر اہل زمین محسوس کرتے ہیں ۔ مندرجہ عنوان شعر ایک ایسے مقدس آدمی کے منہ سے نکلا ہے جو اپنے آپ کو چودھویں صدی کا ریفارمر یا اعلام الٰہی قرار دیتا ہے اور اپنی تصدیق میں یہ دو زبردست شہادتیں زمین اور آسمان کی پیش کرتا ہے ۔ سماوی تائیدات اور آسمانی نشانات کچھ شک نہیں اُس شخص کے ساتھ ضرور ہوں گے جو عند الضرورت اہل زمین کا مایحتاج الیہ ہو کر آیا ہے ۔ ورنہ وہ اُس سے استفادہ کیوں کر کر سکتے ہیں ۔ ہمکو اسوقت سماوی تائیدات پر بحث کرنا مطلوب نہیں ۔ اس لیے اسے اس مضمون کی تکمیل کی خاطر کسی دوسرے وقت کے لیے ملتوی کرتے ہیں ۔ صرف ہم اسوقت **الوقت میگوید زمین** پر غور کرنا چاہیے

انڈیا ہی کی سرزمین ہاں بھارت کھنڈ کی بھومی ہی پکار پکار کر نہیں کہہ رہی ہے کہ وہ آسمانی بارش کی محتاج ہے بلکہ سنو سنو !

بشنوید اے طالباں کز غیب بکنند ایں ندا
مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

زمین کے ہر چہار کونوں سے ایسی ہی صدائیں آ رہی ہیں چنانچہ مصری جریدہ **المنار** نے اپنے ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء کے اشو میں زمانہ کی موجودہ حالت کا رونا رویا ہے ۔ اُسے ہم بھی اپنے ناظرین کے لیے ترجمہ

ترجمہ کرکے بطور حاصل مطلب کے شائع کرتے ہیں۔ گو پورا لطف و اثر تو اصل الفاظ ہی میں ہو سکتا ہے تاہم ہم اس موقعہ کو کھینچنے کی کوشش کرینگے۔ (ایڈیٹر)

وھوھذا

ای اللہ! کیا ہم اپنے اکابر و عمائد کی اطاعت کریں جنھوں نے ہمیں رستہ سے بہکا دیا؟!

الٰہی! الغیاث! الغیاث!! - المدد! المدد!!

الٰہی! اس امت کی حالت زار پر بھی یک نظر ہو جو سعید ہو کر شقاوت کی راہوں پر چل پڑی۔ جو حکومت کے بعد رسن غلامی میں جکڑ بند کی گئی۔ معزز تھی۔ ذلیل ہو گئی۔ متمول تھی حقیر و مفلس بنی۔ اہل قوت و جبروت تھی کمزور و نحیف ہو گئی۔ عالم تھی جاہل کہلائی۔ عدل و انصاف کو چھوڑ کر ظالم بنی۔ اطاعت اللہ کو چھوڑ کر فاسق ہو چلی۔ ہاں! اسی امت نے انعام اللہ کی تحقیر کی اور ناشکری کی نگاہوں سے اُنھیں دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے (جو اعمال و افعال پر نتائج مرتب کرتا ہے) اُن کی ایسی بداعمالیوں پر اُن کو قحط اور خوف ہی کا نشانہ بنایا بلکہ وقتاً فوقتاً اُن کو کہ اُنھوں نے پسندیدہ باتوں کو غیر پسندیدہ اور ممنوعات کی مد میں داخل کیا۔ اور ممنوعات اور غیر مشروع کو پسندیدہ بنالیا۔ نادان اہل الرائے مانے گئے اور عقلمند احمقوں کے زمرہ میں داخل کیئے گئے۔ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد اُن کا خیال ہی اُٹھ گیا۔ اور نافرمانی ترقی پذیر ہوگئی۔ ہر طرف جھوٹ ہی جھوٹ پھیل گیا۔ اور ممنوع چیزوں کا استعمال شروع ہوگیا۔ پس قوم کا طغیان و سرکشی غضب اور غصہ الٰہی کو کھینچ لائی۔

الٰہی ہمارے حکام نے (یہاں حکام اسلام مراد ہیں برٹش کراؤن یا کوئی سلطنت مراد نہیں کیونکہ وہ اسلامی احکام کے پابند نہیں ہیں۔ ایڈیٹر) فسق و فجور میں آزادی کو کھلے بندوں چھوڑ دیا۔ مگر علم و فضل کی راہوں میں اُسے پابزنجیر کردیا۔ اور آسمانی شرائع و قوانین کو چھوڑ کر وضعی اور انسانی قوانین کو دستور العمل قرار دیدیا اور ایک امیر و کبیر کو اختیارات کلی دیدیئے جو محکم و مضبوط شرعیہ احکام کو منسوخ کرتا ہے اور غیر ممنوع کو مباح ٹھہراتا ہے۔ اور مباح کو منع کرتا ہے اور قابل سزا اسراف کو عفو کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ظلم و جفا کی وجہ سے مورد عذاب ہو رہے ہیں۔

الٰہی! ہمارے علماء قرآن اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ ہاں! اخلاق الدین کو چھوڑ بیٹھے اور موافقین کے طریق پر بحث اور جھگڑے کے ٹھیکے لے لیے اور اس ارشاد امت کا گمان کرلیا کہ عالم کے لیے ضروری نہیں کہ اُس کو سیکھے۔ جو اُس سے نہیں پوچھا گیا اور جاہل مطلق سے پوچھتے ہیں۔ تو وہ تیرے اس قول پاک کی تاویل کرتے ہیں کہ تم میں سے ایک گروہ جو بھلی باتوں کی طرف بلائیگا اور پسندیدہ باتوں کا حکم کرے گا۔ ہاں بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکے گا یہی گروہ فائز المرام ہونے والا ہے۔ اور تیرا یہ قول کہ کیوں نہیں ہوتی ایک جماعت ہر ایک فرقہ سے ایسے لوگوں کی جو دین میں غور و فکر کریں۔ اور جب کسی قوم کی طرف جائیں۔ تو اُنھیں آنے والے عذاب سے ڈرائیں تاکہ وہ حذر کریں

الٰہی! ہمارے قاریوں اور صوفیوں سجادہ نشینوں نے دین کو ایک کھیل اور بیہودہ شئی قرار دیدیا ہے۔ اور وہ حیات الدنیا پر نازاں ہو رہے ہیں۔

ہاں! وہ مخنث فطرت گھوڑے کی طرح قرآن کو گلی کوچوں میں اور کھیل کود کے مجمعوں میں سریں لگا لگا کر پڑھتے ہیں مگر وہ قرآن اُن کے حلق سے متجاوز نہیں ہوتا۔ یعنی وہ کہتے ہیں پر کرتے نہیں۔ الٰہی

اُنھوں نے ذکر اللہ کو معمولی حال قال اور رقص و سرود سے بدل لیا ہے اور اُن کے نزدیک ذکر الٰہی بجز زیر و بم کی آوازوں اور سازہائے مطرب کی گتوں کے اور کچھ نہیں۔

آہ! ہلاکت ہے اُن قسی القلب نادانوں پر! جنھوں نے ذکر الٰہی کو چھوڑ دیا۔ ہاں! ہاں!! خدا نے کاٹ دینے والی قرآن میں کی ہیں!!!

اُنھوں نے اُمت کو اپنے مقاصد کے لیے ذلت کی باگ سے چلایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کی ہمتیں پست ہو گئیں اور اُن پر غموم و ہموم نے غلبہ پالیا۔ اور اس پر وہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ بھی ایسے ہی ذلیل تھے جبا و صغیکہ تو تو فرماتا ہے کہ عزت تو اسد ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اور اُس کے سچے مستحق۔ اُس کا برگزیدہ رسول صلعم اور عامۃ المومنین ہیں اور ایسی کمزور ذلتوں کو تقدیر کے نقائص یعنی قضا و قدر پر محمول کرتے ہیں۔ جن میں بیجا رخوض تیرے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

جیسا کہ تو نے عزیز کتاب میں فرمایا ہے۔ مشرک کہینگے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم یا ہمارے آبا و اجداد کیوں مشرک ہوتے؟ ہم کسی چیز کو کیوں حرام کرتے؟ ایسا ہی اُن سے پیشتر والوں نے راستی کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ اُنھوں نے عذاب الٰہی کا مزا چکھا۔ کہدو! کہ تمھارے پاس کوئی علمی دلیل ہے؟ ذرا بیان تو کرو۔ ہم دیکھیں تو سہی کہ تم بجز ظن کے کسی یقینی اور حقیقی امر کی بھی پیروی کرتے ہو؟ اصل تو یہ ہے کہ تم صرف اٹکل بازیاں کرتے ہو۔

الٰہ العلمین! تیرے بندوں نے تجھے دل سے چھوڑ دیا۔ اور اپنے مشائخوں اور پیرزادوں کی طرف رجوع کیا ہے وہ "ایاک نستعین" نہیں کہہ سکتے۔ وہ اپنے مطالب اور اغراض میں اُن سے مدد چاہتے ہیں۔ ہاں! وہ اپنے مصائب اور تکالیف میں اُن سے فریاد کرتے ہیں۔

آہ! وہ تو اُن کی قبروں کا طواف کرتے ہیں اور زار و قطار روتے ہیں اور اُن کے سنگ گور کو بوسہ دیتے ہیں اور طالب بنکر اُن سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ ہمارے مرشد یہ حضرات مشایخ اللہ تعالیٰ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ اور ہمکو اُس کا مقرب بناتے ہیں۔ اور یہ وہی شرک ہے جسکو تیری کتاب پاک نے محو کیا۔ (بقیہ صہ پر ملاحظہ ہو)

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الحکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چنیوٹ میں غیر احمدی مولویوں کے ساتھ ہمارے مولوی حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے تین مباحثے ہوئے۔ دو مولوی ابراہیم سیالکوٹی کے ساتھ۔ ایک مباحثہ مسجد شاہی میں جو دن میں ہوا۔ اور دوسرا مولوی ابراہیم کی اقامت گاہ پر۔ اور تیسرا مباحثہ ایک دوسرے مولوی صاحب سے جن کا نام ولی احمد ہے۔ اونکے ساتھ مسجد شاہی میں۔ مولوی ابراہیم سے پہلے ہوا۔ جسکی روئیداد اس مضمون میں ارسال خدمت ہے۔ اور جس کا نام مباحثہ چنیوٹ ملا ہے۔ امید ہے۔ کہ آپ اسکو جلد شایع کرکے ممنون فرماویں گے۔ اور دو چار روز میں باقی دو نمبر بھی لکھکر آپ کی خدمت میں بھیجدیئے جائینگے۔

والسلام

خاکسار۔ محمد حسین کلکتہ والا حالوارد چنیوٹ

مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۲۰ء

مباحثہ چنیوٹ

جماعت احمدیہ کی درخواست پر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو حکم ملا۔ کہ نومبر کا ۔۔۔ چنیوٹ میں تبلیغ کا کام کریں۔ چنانچہ آتے ہی انہوں نے درس تدریس کا کام شروع کر دیا۔ درس میں علاوہ احمدی احباب کے اکثر اوقات غیر احمدی اصحاب بھی آجاتے۔ اور اس طرح سے انہیں کچھ تبلیغ بھی کر دی جاتی۔ ایک دن احمدی دوستوں نے مولوی صاحب راجیکی کو چنیوٹ کی شاہی مسجد دکھلانے کے لئے کہا چنانچہ وہ انکے ساتھ گئے۔ اور مسجد کو دیکھا۔ مسجد کو دیکھکر جب واپس ہونے لگے۔ تو دروازہ کے پاس جو حجرہ تھا۔ اسمیں ایک مولوی صاحب ولی احمد نام جو ایبٹ آباد کیطرف کے تھے۔ بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ مولوی راجیکی صاحب نے انہیں دیکھ کر فوراً اسطرف رخ کیا۔ کہ ان مولوی صاحب کو ملتے جائیں۔ پاس جاکر بیٹھکر پوچھا۔ کہ آپ یہاں کے امام ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں مدرسہ میں ملازم تھا۔ اب استعفاء دیدیا ہے۔ اور اب اسجگہ ایک سال سے رہتا ہوں۔ مولوی راجیکی صاحب اور مولوی ولی احمد صاحب کے مابین جو گفتگو ہوئی وہ ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ اور سہولت کیلئے سوال و جواب پر لفظ احمدی اور مولوی کافی ہے۔

احمدی۔ اس شاہی مسجد کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ ضاد کے متعلق دو فریق ہو گئے۔ اور مقدمات تک نوبت پہنچی۔ آپ دونوں سے کس فریق کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں۔

مولوی۔ میں تو مسلمان ہوں۔

احمدی۔ کیا وہ دونوں فریق آپکے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔

مولوی۔ چنیوٹ میں تو ایسے پچاس فرقے ہیں۔

احمدی۔ آپ ان میں سے پندرہ کا نام لیں۔

مولوی۔ اہلحدیث۔ مرزائی۔ شافعی۔

احمدی۔ کیا چنیوٹ میں شافعی مذہب کے لوگ بھی ہیں! ۔ اور کیا ان تینوں کے نام سے پندرہ کی تعداد پوری ہو گئی۔

مولوی۔ ہاں کتنے ہی ایسے ہزاروں آدمی ہیں۔

احمدی۔ بطور نمونہ پانچ اشخاص کا نام لیں۔

مولوی۔ خاموش ہوکر پھر غصہ میں آگئے۔ اور اونچی آواز سے بولنے لگے۔ اتنے میں بہت سے غیر احمدی آگئے۔

ایک غیر احمدی۔ (احمدی سے مخاطب ہوکر) آپنے طعنہ کے طور پر یہ باتیں کی ہیں۔ کہ مولوی صاحب کو ضالین کہا۔ ہم ضالین نہیں۔ ہم تو انعمت علیہم ہیں۔

احمدی۔ بھائی جان! ضاد کے متعلق گفتگو ہے۔ نہ کہ ضالین اور انعمت علیہم کے متعلق۔

مولوی۔ (احمدی کو مخاطب کرکے) اچھا تم بتاؤ کہ تم ضالین کو کس طرح پڑھتے ہو۔

احمدی۔ ہم تو قریب ظاء کے پڑھتے ہیں نہ دال کے۔

مولوی۔ اچھا تم ان باتوں کو چھوڑو اور مرزا صاحب کا ذکر کرو۔ کہ وہ کیونکر دعوای میں سچے ہیں۔

نوٹ۔ اتنے لوگ اس کثرت سے جمع ہو گئے کہ حجرہ انکے لئے غیر کافی ہو گیا۔ اسلئے سب کی یہ رائے ہوئی۔ کہ مسجد میں چلنا چاہیئے۔ وہاں آرام سے گفتگو ہو سکیگی۔ چنانچہ سب اٹھ کر مسجد میں آگئے

احمدی۔ مولوی صاحب نے مجھ سے حضرت مرزا صاحب کے دعوای کی صداقت کے متعلق سوال کیا۔ سو میں نے اسکے جواب میں آیت ومن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبًا او کذب بآیٰتہ انہ لا یفلح الظالمون۔ اور آیت ماکنا معذبین حتٰے نبعث رسولًا۔ اور آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کو پیش کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چنانچہ ان آیات سے حضرت مرزا صاحب کے دعوای کو ثابت کیا۔ کہ ان آیات پیش کردہ کی رو سے جو صادق اور مفتری کے درمیان فرق کرنے کے لئے بطور معیار حضرت مرزا صاحب اپنے دعاوی میں سچے ہیں۔

مولوی۔ ولو تقول الخ کی ترکیب نحوی کرو۔ کیونکہ اس آیت کے معنے تم نے غلط کئے ہیں۔

احمدی۔ آپ بتائیں کہ کون سے غلط معنے کئے گئے۔

مولوی۔ نہیں نہیں تمنے غلط معنے کئے ہیں۔ تم ترکیب نحوی اس آیت کی کرو۔

دو اور غیر احمدی مولوی صاحبان۔ نہ مولوی صاحب!

معنے تو جو احمدی مولوی صاحب نے کئے ہیں۔ وہ صحیح اور بالکل صحیح ہیں۔ گو ہمارا عقائد میں ان سے اختلاف ہے۔ لیکن ہم ایماناً اور انصافاً سچی گواہی کو چھپا نہیں سکتے۔ کہ جو معنے کئے گئے ہیں۔ وہ غلط نہیں

مولوی صاحب۔ (احمدی کو مخاطب کر کے) اچھا ترکیب نحوی کرو۔

احمدی۔ ترکیب یہ ہے۔ کہ جملہ شرطیہ ہے۔ جس میں شرط اور جزا دونوں پائی جاتی ہے۔

مولوی۔ تم لو تقول علینا سب کی ترکیب کرو۔

احمدی۔ لو حرف شرط ہے۔ تقوّل صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی باب تفعّل ماخذ قول علینا جار مجرور متعلق تقوّل۔

مولوی۔ جار مجرور جو متعلق تقوّل کے ہے وہ مفرد ہے یا مرکب۔

احمدی۔ بلحاظ لفظ مفرد ہے۔ اور بلحاظ جملہ مرکب۔

مولوی۔ پھر مفرد کے متعلق ہوا یا جملہ کے۔

احمدی۔ اگر لفظ اور کلمہ کے لحاظ سے کہیں تو مفرد۔ اور اگر بلحاظ جملہ کے کہیں۔ تو مرکب۔

دو غیر احمدی مولوی صاحبان۔ (اپنے ہم عقائد مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر) مولوی صاحب آپ ایسی باتوں کو چھوڑیں۔ جو عام فہم نہیں۔ گفتگو ایسی کرنا چاہیئے۔ جو عام لوگ بھی سمجھ سکیں۔ ان نحوی ترکیبوں کے متعلق بے فائدہ گفتگو کو آپ چھوڑ کر عام فہم طریق پر بات پوچھیں۔

مولوی۔ (احمدی کو مخاطب کر کے) اچھا مرزا صاحب کی نبوت کا ثبوت دو۔

احمدی۔ بہت اچھا۔ سنیئے میں اسوقت چار آیات پیش کرونگا۔ لیکن اول یہ ثابت کروں گا۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور بند نہیں۔

(۱) اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔ اس آیت میں منعمین لوگوں کی راہ کے متعلق دعاء مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور آیت انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصٰلحين میں منعم علیہم کے چار گروہ قرار دیئے ہیں۔ یعنی نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح لوگوں کے چار گروہ۔

اور آیت اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي میں اتمام نعمت کا وعدہ فرمایا کہ نعمت پوری دونگا۔ اور نعمت سے چار درجے۔ نبوت۔ صدیقیت۔ شہیدیت۔ صالحیت۔ اب پوری نعمت دینے کا وعدہ تب سچا ہو کہ امت محمدیہ کو علاوہ نبوت کے تین درجوں کے نبوت کی نعمت بھی ملے۔ اگر نبوت نہ ملے۔ تو وعدہ کل کا نہ ہوا اور ایفا ۳/۴ کا۔

پس ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد آنحضرت صلعم کی امت کو چاروں درجے نعمت کے عطاء ہونے والے ہیں۔ کیونکہ آیت اليوم اكملت لكم واتممت عليكم میں ضمیر جمع مخاطب سے مراد امت آنحضرت صلعم کے لوگ ہیں۔ نہ آنحضرت۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد بوجہ دعاء فاتحہ امت محمدیہ کیلئے نبوت۔ صدیقیت۔ شہیدیت۔ صالحیت چاروں نعمتوں کے لئے دروازہ کھلا ہے۔ ہاں آیت ومن يطع الله والرسول سے بتایا گیا کہ وہ دروازہ صرف آنحضرت کی اطاعت ہے۔ جسکے ذریعہ یہ سب انعامات مل سکتے ہیں۔

اب میں آیت خاتم النبيين کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔

مولوی۔ ہیں! ہیں!! یہ آیت تو میں نے بیان کرنی ہے۔ تم اس آیت کو بیان کرنے کے مجاز نہیں۔

احمدی۔ مولوی صاحب میں آپ کو منع نہیں کرتا۔ آپ نے بھی بیان کرلینا۔ لیکن پہلے آپ مجھے بیان کرنے دیں۔ اور جن معنوں میں آیت خاتم النبيين میرے مدعا کو ثابت کرنے کیلئے مفید ہو سکتی ہے۔ جب میں اسے بیان کر لوں گا تو پھر میرے بعد آپ بیان کریں۔

مولوی۔ اچھا بیان کیجیئے۔

احمدی۔ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ نبوتیں تین قسم کی ہیں۔ ایک تشریعی نبوت۔ اور دوسری براہ راست جو تشریعی نبوت کے علاوہ ہے تیسری بالواسطہ۔ جو آنحضرت کی اطاعت سے مشروط اور وابستہ کی گئی ہے۔

سو شریعت والی نبوت تو آیت اليوم اكملت لكم دينكم سے بند ہو چکی۔ اور نبوت براہ راست آیت ومن يطع الله والرسول سے بند۔ اور خاتم النبيين کے معنے اگر نبیوں کو ختم کرنیوالا مراد لیں۔ تو ان دو قسم کی نبوت والے نبیوں کو ہی آنحضرت صلعم ختم کرنیوالے ٹھہرینگے۔ کیونکہ آپ سے پہلے ان ہی دو قسموں کے نبی ہوئے ہیں۔

باقی رہی تیسری قسم کی نبوت جو آیت ومن يطع الله والرسول کے رو سے آنحضرت کی اطاعت کے ذریعہ سے مل سکتی ہے۔ یہ بند نہیں۔ اسلیئے کہ اگر یہ بھی بند ہو تو پھر آنحضرت کی شان ختم نبوت مدح کا پہلو اپنے اندر نہیں رکھتی۔ بلکہ محل ذم کا رنگ اپنے اندر لئے ہوئے معلوم ہوتی ہے۔ اس طرح پر کہ پہلی طرز کے انبیاء جو تشریعی اور براہ راست نبوت والے ہیں۔ آپ کے آنے سے ایک طرف وہ بھی بند ہو گئے۔ اسلیئے کہ ان سب کے قائمقام آپ کافی ہو گئے۔ لیکن اگر آپ کے بعد آپکی اطاعت سے بھی فیضان نبوت کا نہ ملے۔ تو پھر جیسے آنحضرت اپنی اطاعت والوں کے سوا دوسرے مذاہب والوں کیلئے انعام نبوت کا بند کرنے والے ٹھہرے۔ ویسے ہی اپنی اطاعت کرنیوالوں کے لئے بھی۔ حالانکہ آپکی اطاعت کرنے والے حسب ارشاد خداوندی النبي اولى بالمؤمنين وازواجه امهاتهم۔ آنحضرت کے روحانی فرزند اور ایسے بیٹے ہیں۔ کہ آپ کی ازواج مطہرات آپکے تعلق روحانی کیوجہ سے آپ کی امت کے لوگوں کے لئے مائیں قرار دی گئیں ہیں۔

اور ایسی کہ محرمات میں داخل کردی گئیں۔ اب اس صورت میں نبوت کے انعام سے آپکے روحانی فرزندوں کا بھی محروم ہونا قابلیت کی دلیل نہیں۔ بلکہ اولاد کے نالائق ہونے کا ثبوت ہے۔ پھر علاوہ اسکے جس امت کو نبوت سے محروم کیا گیا ہے۔ یا وہ مغضوب علیہم ہوگئی۔ یا ضالین۔ پس یہ بری علامت خیر الامم کیلئے موزون اور مناسب نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ پھر اسلئے بھی کہ جب آنحضرت کی امت انعمت علیہم کی مصداق ہے نہ مغضوب علیہم اور ضالین کی۔ تو لازماً اس میں بوجہ منعم علیہم ہونے کے منعم علیہ کے چاروں گروہوں کے انعامات کا ہونا بھی ازبس ضروری ہے۔ اور اگر اسے انعام نعمت سے قیامت تک محروم تسلیم کریں۔ تو پھر ساتھ ہی یہ محرومی اسے منعم علیہ نہیں بننے دیتی۔ بلکہ مغضوب علیہم اور ضالین میں اسے داخل کرتی ہے۔

مولوی۔ حدیث میں لانبی بعدی آیا ہے۔ اور لانفی جنس کا ہے۔

احمدی۔ آپ آنحضرت کے بعد کسی مسیح موعود کے آنے کو مانتے ہیں۔ یا نہیں اور وہ نبی ہوگا یا نہیں

مولوی۔ ہاں مانتا ہوں۔ اور وہ نبی ہوگا لیکن وہ تو اسرائیلی نبی آنحضرت سے پہلے کا ہے۔

احمدی۔ کوئی ہو آخر آپ آنحضرت کے بعد ہی مانتے ہیں۔ سو ہم بھی ابھی تک اسیقدر مانتے ہیں۔ سو جس استثناء کے نیچے آپ مانتے ہیں۔ ہمیں بھی اسی کے نیچے سمجھیں۔

مولوی۔ اچھا تو آیت ولو تقول الخ کو آپ نے مرزا صاحب کے دعویٰ کے ثبوت میں کس طرح پیش کر دیا۔ یہ تو صرف آنحضرت کے لئے ہے ورنہ آپ کے لئے اس آیت کو معیار بنانا مشکل ہو جائیگا۔ کیونکہ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا شہید کر دیئے گئے۔ اب چاہیئے تھا۔ کہ اگر وہ نبی تھے۔ تو اس معیار کے رو سے قتل نہ ہوتے

احمدی۔ یہاں عموم خصوص کی نسبت لیں۔ اسطرح پر کہ ہر ایک مفتری قتل ہوتا ہے۔ لیکن ہر ایک مدعی نبوت قتل ہونے والا مفتری نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ نے بھی اپنی تفسیر ثنائی کے مقدمہ میں اس معیار کی اسی طرز پر بیان کر کے تصدیق کی اور وہاں زہر کھانے کی مثال سے اسے اور بھی واضح کیا۔ پھر خصوصاً وہ نبی جو اپنے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کر دے کہ میں قتل نہیں ہونگا۔ جیسے حضرت موسیٰ و عیسیٰ آنحضرت۔ حضرت مرزا صاحب۔ وہ قتل نہیں ہوتا۔

مولوی۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ حضرت یحییٰ باوجود دعویٰ نبوت کے شہید کئے گئے۔

احمدی۔ میں نے تو عرض کیا ہے۔ لیکن قرآن میں تو والسلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا۔ کی آیت موجود ہے۔ کہ حضرت یحییٰ کی موت کا دن بلحاظ انکی سلامتی کے قتل کا دن نہ تھا۔ بلکہ سلامتی کا دن تھا۔ اور سلامتی سے طبعی موت کا دن۔

مولوی۔ کیا قرآن میں یقتلون النبیین والی آیت موجود نہیں۔ اور کیا آپ اس سے انکار کریں گے۔ کہ کئی انبیاء قتل کئے گئے۔

احمدی۔ جہاں یقتلون النبیین کا فقرہ لکھا ہے۔ وہاں اسکے ساتھ بغیر الحق کا فقرہ بھی ہے۔ اور قتل بمعنے علم بھی ہے۔ دیکھو قاموس اللغت منتہے الارب اور بیضاوی۔ انمیں ماقتلوہ کے معنے ماعلموہ بھی لکھے ہیں۔ اب بغیر الحق کو اسکے ساتھ ملا کر پڑھو۔ یعنی یہ کہ نبیوں کو بغیر الحق جانتے تھے یعنی مفتری جانتے تھے۔

مولوی۔ افکلما جاء کم رسول بما لا تھویٰ انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم و فریقا تقتلون ط میں نبیوں اور رسولوں سے ایک فریق کی تکذیب اور ایک فریق کا قتل لکھا ہے۔ دیکھو ففریقا کذبتم اور فقرہ فریقا تقتلون کو

احمدی۔ یہ ٹھیک ہے۔ لیکن کذبتم کے صیغہ ماضی پر بھی غور کیجئے۔ اور تقتلون کے صیغہ مضارع پر بھی توجہ فرمایئے۔ جو حال کے معنوں میں ہے۔ یعنی آنحضرت کے قتل کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک کے ارشاد سے ظاہر ہے۔

مولوی۔ نہیں! نہیں!! میں نہیں اسکو مان سکتا۔ کہ ولو تقول الخ والی آیت عام معیار ہے۔ بلکہ یہ تو صرف آنحضرت کی صداقت کا معیار ہے۔

احمدی۔ آنحضرت کیلئے کس بات کے لحاظ سے معیار ہے۔

مولوی۔ تقول علے اللہ کے لحاظ سے۔

احمدی۔ کیا آنحضرت کا تقول آپ کے لئے موجب ہلاکت ہے۔ اور اگر آپ کے سوا کوئی دوسرا شخص مفتری اور متقول علی اللہ ہو تو اس کے لئے اسکا وہ تقول باعث ہلاکت نہیں ہوگا۔

مولوی۔ ہاں نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ یہ صرف آنحضرت کیلئے ہے۔

احمدی۔ آنحضرت تو خداتعالیٰ کے پیارے اور حبیب ہیں۔ اور سارے نبیوں سے افضل اور زیادہ پیارے ہیں۔ جب تقول کا اثر ہلاکت کے رنگ میں ان سے بھی نہیں رک سکتا تو دوسرا کون ہے۔ جو ان کے بالمقابل ان سے ادنیٰ ہوکر افتراء اور تقول کرے۔ اور ہلاک نہ ہووے۔

مولوی۔ دیکھو حضرت یحییٰ نبی بھی تھے۔ اور شہید بھی ہوئے۔ اس لئے نبی کا قتل ہونا کوئی جرم نہیں۔ اور نہ کوئی عیب کی بات ہے۔ پس یہ تقول علی اللہ کی بات صرف آنحضرت سے مخصوص تھی۔

احمدی۔ اگر نبی کا قتل ہونا اسکے لئے موجب شہادت بھی ہے۔ تو پھر اس فضیلت سے آنحضرت کو کیوں محروم کیا گیا۔

جب آپ جامع کمالات نبوۃ تھے تو یہ کمال بھی آپکو ملنا چاہیئے تھا۔

ایک دوسرے مولوی صاحب } (احمدی سے مخاطب ہوکر) مولوی صاحب آپ میری بات سُنیں۔

احمدی } بہت اچھا آپ بھی سنا لیں۔

مولوی صاحب } ایک حسین جمیل محبوب جسمیں سب خوبیاں ہوں اگر اسکے بدن پر کپڑا نہ ہو اور بالکل ننگا ہو تو کیا اسمیں اسکا کوئی حرج ہے۔ یعنی اگر آنحضرت کو شہادت کا مرتبہ نہیں ملا تو آپ کو دوسرے کمالات جو حاصل ہیں

احمدی } سب خوبیوں میں کسی محبوب کا لباس نہ ہونا ننگا نہ ہونا بھی تو داخل ہے کیا ایسا محبوب جو ننگا پھرے اسکی یہ حرکت اسکی دوسری خوبیوں سے بھی کراہت نہ پیدا کرے گی اور اسکی نسبت دانشمند اور سمجھ والے لوگ کیا خیال دلمیں لاویں گے۔ پھر تعجب کہ آپنے اس امر میں غور نہیں کیا کہ آپنے آنحضرت کے متعلق ننگا ہونیکی مثال کو ذکر کرکے آپکے دوسرے کمالات اور دوسری خوبیوں کی بھی ہتک کی کیونکہ ننگا ہونیکی حالت ایسی مذموم ہے جسکا جامع اوصاف حمیدہ جیسے محبوب کیطرف منسوب کرنا ہرگز زیبا نہیں۔ پھر آپنے یہ بھی نہیں سوچا کہ اسجگہ آیۃ ولو تقول کے لحاظ سے آپکا قتل سے محفوظ رہنا تو وعید تقول سے محفوظ رہنے کی علامت قرار دی ہے جو دوسری خوبیوں پر بہت بڑا اضافہ ہے •

نوٹ۔ اتنے میں وقت ۱۲ بجے کے قریب ہوگیا اور کھانا کھانے کیلئے جلسہ برخواست کیا گیا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ تو غیر احمدیوں میں یہ تحریک پیدا ہوئی۔ کہ احمدیوں کے مقابلہ کیلئے چنیوٹ میں تو ایسا کوئی مولوی نظر نہیں آتا۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بلانا چاہیئے۔ چنانچہ اسکے لانے کیلئے ایک آدمی گیا۔ اور وہ نہ آیا۔ پھر مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے پاس گیا۔ اور اسے ۱۵ر نومبر کو لیکر چنیوٹ پوہنچا۔ اور پھر دو دن بتاریخ ۱۷ و ۱۸ر نومبر سنہ ۱۹۲۰ء اسکے ساتھ مباحثہ قرار پایا۔ چنانچہ اسکی روئداد مباحثہ نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو •

تجارت اور اسلام

[از جناب بہادر میرزا سلطان احمد صاحب رئیس قادیان]

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ بعض لوگ صرف اس واسطے روپیہ پیسہ اور دولت رکھتے ہیں کہ وہ سود لیتے یا سود پر روپیہ دیتے ہیں بیشک بعض لوگ ساہوکار سود کی تجارت سے بھی مرفع الحال ہیں۔ لیکن اصل ثروت اور برکت کاروبار میں سود کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ بیوپار اور تجارت سے اسلام نے سود اس لیے بند نہیں کیا کہ اس سے روپیہ میں کسی حد تک ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس میں اخوت کا براہ راست خون ہوتا ہے اور سود خوار کے دل و دماغ میں ایک قسم کی قساوت پائی جاتی ہے۔ حالانکہ جہاں اخوت کا سبق دیا گیا ہو وہاں قساوت کے بجائے احسان اور مروت کی ضرورت ہے۔ سود خوار میں احسان اور مروت اڑ جاتی ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں قساوت کر ہی جاتی ہے۔

فراخ دلی اور کشادہ مزاجی رفتہ رفتہ مفقود ہوتی جاتی ہے۔ بعض سود خوار بھائیوں اور بیٹوں سے بھی سود لے لیتے ہیں گو کم شرح ہی ہو۔ یہ کیوں؟ اس واسطے کہ اُن کے دل و دماغ سے مروت اور احسان کا خیال اڑ جاتا ہے اور قرضہ حسنہ کی خوبی سے وہ قریبًا نابلد ہوتے ہیں بعض لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ بزنس اور لین دین میں سود پر روپیہ دینا برا نہیں کیونکہ بزنس آخر بزنس ہے۔ یہ درست لیکن باوجود اس کے بھی سود کی سود کی رسم سود خواروں میں بھی مذموم پہلو رکھتی ہے۔ دیکھو جب کوئی سود خوار کسی واقف دوست کو کوئی رقم بلا سود دیتا ہے یا کم شرح پر دیتا ہے تو ہر ایک اُس کی تعریف کرتا ہے اور چار ناچار کہنا ہی پڑتا ہے کہ فلاں نے فلاں کو بے سود ہی روپیہ دیکر شرافت برتی اور احسان سے کام لیا۔ اگر رشتہ دار سود کوئی قساوت نہ رکھتا تو تعریف نہ ہوتی۔ برخلاف اس کے کوئی تاجر خواہ مخواہ اصلی قیمت سے بھی کم قیمت پر چیزیں اور اسباب دیتا ہے تو خود لینے والے بھی جو گویا ایک نفع میں رہتے ہیں ایسے تاجر کی بیوقوفی اور سادہ لوحی پر ہنستے ہیں۔ دشمن و دوست دونوں اس کی مذمت کرتے ہیں کیوں کہ کسی تاجر کا یہ طریق عمل واقعی خراب ہے کیونکہ کسی تاجر کا یہ طریق عمل واقعی خراب ہے مگر سود خوار کی کوئی تعریف نہیں کرتا معلوم ہوا کہ سود خواری مروت اور احسان کے خلاف ہے۔

اسلام نے تو احسان اور مروت کا سبق دیا ہے کہ روپیہ والے مسلمان کسی کی برادرانہ مدد کرنا بھی گوارا نہیں کرتے

بخیلاں را کرم نیست کریماں را درم نیست

کیا کوئی صحیح فطرت یہ کہہ سکتی ہے کہ اس رنگ میں اسلام کا سود حرام قرار دینا درست نہیں۔ ابھی یہ سود نہ لیکر مسلمان کمائی کیوں کر کریں۔ اسلام نے دوسری طرف تجارت کا جو باب کھولدیا ہے یہاں تک جمعہ کے بعد بھی اور حج میں بھی تجارت کو شروع قرار دیا گیا ہے۔ آں حضرت نے شروع شروع عمر میں چنانچہ خود بھی تجارت کی اور بعض صحابی بھی کرتے رہے۔ اور بعض علمائے کرام اور صوفیائے عظام بھی اس میں حصہ وافر لیتے رہے۔ اور اس کی وجہ سے اُن میں سے بڑے بڑے مالدار بھی گزرے ہیں یہ کچھ عجب بات ہے کہ مسلمانوں میں بزنس اور تجارت کا نسبتًا بہت ہی کم خیال ہے بلخ و بخارا اور بعض دیگر اسلامی اقطاع میں جہاں جہاں تجارت ہے وہاں اب بھی صدہا روپیہ کا روز لین دین ہوتا ہے اور اکثر لوگ مالا مال ہیں تکلیف تو یہ ہے کہ ہم اسطرف جانا ہی پسند نہیں کرتے اور ڈرتے ہیں۔ بیشک تجارت میں سرمایہ کا ہی مقدم سوال ہے۔ لیکن کیا تجارت ہمیشہ گراں بہا سرمایہ ہی سے شروع ہوتی ہے۔

تعجب ہے کہ ہم صدیوں سے ہندوستان ایسے ملک میں آن کر بھی تاجر نہ بنے جس قوم اور جن افراد ہنود کے پہلو بہ پہلو اور دیوار بدیوار ہم رہتے سہتے ہیں وہ تو گویا پیدائشی ہی تجارت پسند ہیں اُن کا اثر ہم پر نہ پڑا۔ اور یہاں بمبئی اور کلکتہ کے بڑا وہاں کے مسلمان نسبتاً خوش حال بھی ہیں۔ ہمیشہ یا بعض وقت ہم میں سے کبھی رونا روتے ہیں کہ اجی سود کی بندش سے ہماری یہ لحاد ہماری ہے۔ سوچو تو کہ کیا ہنود کی یہ ثروت اور برکت محض سود خواری پر ہی ہے۔ سود خوار فیصدی دس بھی متمول نہیں ہیں یہ تو سارا ظہور اور ساری برکت دوکانداری بزنس اور تجارت ہی کی وجہ سے ہے۔ مانا کہ محض سود خوار بوجہ سود خواری کے بھی خوش حال ہیں مگر ان کی تعداد کتنی ہے۔ اونگلیوں کے پوروں پر گنوائی جاسکتی ہے۔

یہ سب بہار اور خوش حالی تو محض دیگر کاروبار کی وجہ ہی سے ہے نہ صرف سود خواری کی وجہ سے ذرا ہنود کے متمول لوگوں کی فہرستیں ہاتھ میں لیکر دیکھو گے تو ساری حقیقت کھل جائیگی۔

خفا نہ ہوں اس میں یہ احقر بھی شامل ہے۔ ہم کام تو خود کرنے کے عادی نہیں ہیں اور اخیر پھر اپنی اپنی قسمت اور تقدیر کو کوسا کرتے ہیں۔ نہ ہمیں دوکان کرنی آتی ہے اور نہ تجارت اور نہ بزنس۔ اگر کبھی کبھار ہم دوکانداری بھی کرتے ہیں تو ہندو سے ایک چیز کے دو کرتے اور ہم شوق دوکانداری میں اُسی چیز کے مانگیں ۱۲ اور ۸ ر اور اور اسکے سوائے نہ ہمیں دوکانداری کا سلیقہ کرنے اور نہ ڈھنگ ہندو کی دوکان پر بھی جاکر کوئی گاہک دیکھے اور مسلمان کی۔ دکان پر بھی دونوں کی روش اور سلوک میں بین فرق ہوگا۔ ہندو پوری ہر دل عزیزی اور دلجوئی سے پیش کرے گا اور ایک مسلمان نخوت او رغرور سے ہاں بعض بعض اب تجربہ اور رسائی کے بعد اس سے نفور بھی ہیں۔ مگر اس قسم کی شکایات سنی تو ضرور جاتی ہیں۔

اول تو مسلمان ایسے کام کرتے ہی بہت کم ہیں اگر کوئی کرتا کراتا بھی ہے تو وہ بہت سی مشکلات میں پھنس کر آخر پھر وہ کاروبار چھوڑ دیتا ہے۔ وجہ یہ کہ بیٹھے بٹھتی ہی نہیں اور کوڑی پہلے ہی سے ہوجاتا ہے۔

کتنی بڑی مشکل ہے کہ مسلمانوں میں دوکانداری کے اندر میں مذہب اور بہشت دوزخ کا سوال حائل ہوجاتا ہے۔ کوئی کسی عدم تعاون کرتا ہے اور کوئی کسی سے دوسری اقوام کے ہاں چلے جائیں گے لیکن مذہبی پہلو سے اپنے بھائیوں کے جانا کس قدر دوبھر ہوتا ہے کیا تجارت اور عام بزنس میں کسی عام طور پر اس قسم کی شروط اور نخیں بھی لگ سکتی ہیں اور ان کا نتیجہ بھی اچھا ہوسکتا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ جو لوگ مسلمانوں میں بعض بعض سود بھی لینے لگتے ہیں۔ وہ بھی ہنود کے مقابلہ میں فیصدی پچاس زیادہ لیتے ہیں۔ ہنود سے اخیر پر عہ/ عکار روپیہ فیصدی اور مسلمان سود خور سے سے روپیہ یہ کلیہ گو سود خوار کی اور ایجاد ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

لوگ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید ہمیں محض نماز اور روزہ ہی سکھاتا ہے اور اس کی تعلیم اس پر ختم بھی ہو جاتی ہے اور دوسری طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ سب رطب و یابس قرآن میں دکھایا گیا ہے۔ غور کرنے پر ثابت ہوسکتا ہے کہ اسلام اور قرآن مجید مشروع اور جائز رنگ میں ہر طرح پر روزی کی تلاش کے ذرائع بیان کرتا ہے دو چیزوں کے سوائے کبھی کوئی قوم خوش حال نہیں ہوسکتی۔ جب تک تجارت اور صنعت کا رسی نہ ہو۔

قرآن مجید حسن دنیا اور حسن آخرت دونوں کا مفاد ہے وہ محض درویشی اور افلاس کی تعلیم دینے نہیں آیا۔ شاید کوئی ایسا زمانہ بھی آجائے کہ ہندوستان کے مسلمان بھی اپنے ہمسایہ قوموں کی طرح تجارت کے دلدادہ ہوں۔ اور اس قرآنی اجازت سے بھی دوبارہ اپنے رنگ میں مستفیذ ہوسکیں۔

خواجہ اور مولوی

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے ایک کتاب "ترک قربانی گاؤکشی" حال میں لکھی ہے۔ اس میں جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی بھی کچھ خدمت کی گئی ہے۔ ہم چند فقرے بطور اقتباس ذیل میں لکھتے ہیں:۔

"انھوں نے (مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے) زنانہ کو اسکے لیے بہشتی زیور کے نام سے چند رسالے لکھے ہیں جو ان کے ماننے والوں میں مروج ہیں۔ مگر ان میں نہایت فحش اور غیر مہذبانہ عبارتیں ہیں اسلیے بعض اسلامی ریاستوں نے اس کتاب کا داخلہ اپنے ہاں ممنوع کر دیا ہے۔

بعض مرید کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ۔ اشرف علی رسول اللہ بھی پڑھتے ہیں اور جناب مولانا کو جب اطلاع ہوتی ہے تو وہ اسے برا نہیں مانتے بلکہ ان مریدوں کی تعریف کرتے ہیں۔ ان کی بعض تصانیف میں لکھا ہے کہ قرآن کی فلاں آیت ران پر باندھ لی جائے تو قوت امساک بڑھ جاتی ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

(ترک قربانی گاؤ صفحہ)

چودھویں صدی کے صوفی اور علماء سوء سے خدا محفوظ رکھے۔

(علمی)

مسور کی دال ناچے گی

ہندوستان میں بھی عامی انسانوں کا خیال ہے کہ جب دجال آئیگا تو "مسور کی دال ناچے گی"، لوگ اسکا رقص دیکھنے میں مشغول ہو کر دجال کی دست برد اور غارت گری سے بچ جائیں گے اس واسطے بھی اس "بزرگ دال" کا استعمال شب برات میں زیادہ کیا جاتا ہے معاذ اللہ۔

(محفوظ الحق علمی مولوی فاضل)

بقیہ مضمون صـ ۲

اور ان سے پیشتر ایسا کہنے والوں پر عیب لگایا لیکن انھوں نے اس کو بحرف کیا۔ اور اُس کی تاویل رکیک اور اُس میں تغیر و تبدیل کی ۔ اور تیرے مخلص اولیا کی کرامتوں سے حجت پکڑی ۔ اس میں شک نہیں کہ تیری سچی اطاعت قابل کرامت بنا دیتی ہے ۔ مگر تو ایسے لوگوں کے اُن افعال سے کبھی خوش نہیں ہوتا ۔ جو کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی طاقتیں اور ارواح انبیاء و ملائکہ ہیں ۔ اور وہ مس نار سے محفوظ ہیں ۔ اور وہ جسے چاہیں سعید بنا دیں یا شقی ۔ زندگی دیں یا موت وغیرہ وغیرہ حالانکہ تو نے اپنے نبی کو فرمایا کہ اُن کو کہدو کہ میں تمھیں یہ تو نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں ۔ ہاں ! مین رکھو کہ میں غیب داں بھی نہیں ہوں ۔ میں یہ بھی کہے دیتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں ۔ تمھارے جیسا حوائج ضروریہ کا محتاج ایک بشر ہی ہوں ۔ جو میری اطاعت کرو ۔ ہاں اطاعت تو اُس کلام پاک کی کرو ۔ جو بطور وحی مجھ پر نازل ہوا ہے انھیں کہدو کہ تم ایک اندھے اور بینا کو برابر کہہ سکتے ہو (جب وہ برابر نہیں) تو پھر تم کیوں نہیں سوچتے ۔

اُن لوگوں کو یہ کہکر ڈرا دو ۔ جو اپنے رب کی طرف جانیسے ڈرتے ہیں کہ خداتعالیٰ کے نزدیک بجز اُسکے ہی فضل و کرم سے کوئی دوسرا سفارشی یا مربی نہیں ہو سکتا ۔

جبتک اللہ تعالیٰ ہی کو ہر امر میں اپنا مربی و ملجا قرار نہ دو گے ۔ یاد رکھو کہ تقوٰی کے مدارج حاصل نہ کر سکو گے ۔ اور سکھ نہ پا سکو گے ۔ اور حصول سکھ کے لیے یہی گر یاد رکھو کہ اللہ ہی ہے جو ہمارا ماویٰ و ملجا ہے ۔

الٰہی ! حاکم و محکوم کی اصلاح کر ۔ اپنے بندوں کے دلوں میں مہر و محبت بھر دے انھیں سعادت و رشد سے بہرہ ور کر ۔ !

اے اللہ ! اسلام اور اہل اسلام کی امداد امام عادل سے کر اور اُسکی دلائل و براہین کو تقویت دے ۔ ! ۔ الٰہی ! ہمکو اُن لوگوں میں سے نہ کریو ! جنکی نسبت تو نے فرمایا ہے فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطان ما کانوا یعملون ٥ یعنی اُن لوگوں میں نہ بنا جو تیرے دردناک عذاب کو دیکھکر چلا اُٹھتے ہیں مگر درحقیقت قسی القلب ہوتے ہیں اور شیطان اُن کے بد اعمال کو اُن کے سامنے خوبصورت بنا دیکھاتا ہے ۔

آمین !!!

اس دردناک فریاد اور آہ و زاری کے بعد جریدہ مذکور لکھتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور اُس شر اور بلا سے آگاہی دیں جو امت پر آنیکو ہے ۔ اور اُس کے اسباب سے بھی مطلع فرمائیے ۔ چنانچہ حضور نے اُس کا جواب دیا کہ میں شر کو پہنچانتا ہوں تاکہ اُس میں نہ پڑوں ۔

ایک شاعر نے اسی مضمون کو ادا کیا ہے کہ میں شر کو اسلیے پہچانتا ہوں کہ اُس شر سے بچ سکوں اور جو کوئی شر اور خیر میں تمیز نہیں کرتا وہ شر میں پڑتا ہے ۔ پس شر کی پہچان شر سے محفوظ رہنے کا اچھا ذریعہ ہے ۔ پس اصل یوں ہے کہ علم ایک ایسی چیز ہے جو سعادت اور شقاوت قوم کا موجب ہوتا ہے اور وہ اہم ترین اور ضروری علم علم الانسان ہی ہے ۔ جو اشرف الموجودات کہلاتا ہے ۔

یہی علم قوموں کی تباہی اور ہلاکت کے اسباب کما ینبغی بیان کرتا ہے ۔ اور اسکی طرف ہی قرآن کریم نے اشارہ فرمایا ہے قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین ٥ یعنی یعنی تم سے پیشتر بھی ہمیشہ سنت اللہ یوں ہی گزری ہے ذرا دنیا پر پھر کر دیکھلو کہ مکذبین کا انجام کیا ہوا ؟ یعنی جبکہ کسی قوم میں کوئی نبی اُن کی صلاح اور تہذیب نفس اور ہدایت کے لیے آیا اور اُس نے چاہا کہ اُن کو اسرار دین سے آگاہ کرے مگر ناعاقبت اندیش قوم نے اُس کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ کا غضب اُس نبی کی تکریم اور انتقام کے لیے بھڑکا ۔ اور مکذبین کو ہلاک کر ڈالا ۔ اصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا وجود دو خصوصیتیں اپنے اندر رکھتا ہے وہ ماننے والوں کے لیے بشیر ہوتے ہیں اور مکذبین کے لیے نذیر ۔ پس اُن کا ظلم و زور ۔ حسد ۔ فساد ۔ بدچالنگی ۔ فسق و فجور ہی ایسے اسباب ہیں جو اُن کی ہلاکت کا موجب ہیں ۔ اور یہ ہر طرح سے قرینہ و قیاس اور صحیح ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ ایک لاتحویل سنت ہے کہ وہ ظلم سے کسی آبادی کو ہلاک نہیں کرتا جبتک اُسکے باشندوں کو اپنے عیوب و اعمال پر آگاہ نہ کر دے یعنی جبتک اُنھیں کوئی رسول نہ آگاہ کرے ۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا پس انبیاء علیہم السلام اگر اُن کے غدرات کو باطل کر دیتے ہیں ۔ اور اُنکے لیے سعادت کی راہیں فطرت اور الہام صحیح سے کھول دیتے ہیں اور یہ بھی ایک الٰہی قانون ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین فمن آمن واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون والذین کذبوا بآیٰتنا یمسھم العذاب بما کانوا یفسقون ٥ جیسا ہمنے اوپر بیان کیا ہے کہ ناموس اللہ دو قسم کے خواص اپنے اندر رکھتے ہیں ۔ مکفرین اور منکرین کے لیے وہ ہلاکت اور تباہی کا باعث ہوتے ہیں اور مومنین اور موافقین کے لیے حزن و غم دور کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور اُنکے لیے مبشر ہوتے ہیں

الغرض یہ علم ہے جو آنکھوں کو نور بخشتا ہے اور عقدہ ہائے لا ینحل کو کھول دیتا ہے ۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے کیا اچھا کہا ہے افضل العلوم العلم باللہ تعالیٰ وسنتہ فی خلقہ برترین علوم اللہ تعالیٰ اور اُس کے افعال یعنی قانون قدرت کا علم ہے ۔ مگر مسلمانوں نے کتاب العزیز کی آیات راشدہ کا جو سراسر ہدایت ہیں ایک طرف آفاقی اور انفسی نظائر کا دوسری طرف مطالعہ چھوڑ دیا ہے ۔

الغرض اسطرح پر المنار کے لائق ایڈیٹر نے قوم کی موجودہ حالت کا چربہ اتارا ہے ۔

لاریب ! قوم کی حالت ہر ملک اور قریہ میں اسی قسم کی ہو رہی ہے جو تبلا رہی ہے کہ تہذیب نفس اور اصلاح حال کے لیے کوئی آسمانی تائیدات سے مدد لیکر آئے منار کا ایڈیٹر اس آنیوالے ریفارمر سے بیخبر ہو تو کچھ تعجب نہیں ۔

گمراے انڈیا کے رہنے والو ! کیا تم نے ایک پکارنے والے کی آواز کو نہیں سنا ؟ سنا اور ضرور سنا ہے ۔ پھر تم پر حجت ہو چکی ۔ یاد رکھو ! اور خوب یاد رکھو ! کہ ناموس اللہ سے استہزا ۔ آیات اللہ کی تضحیک خداتعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتی اور جوش دلاتی ہے ۔

پس ! ابھی وقت ہے کہ اسپر غور کرو اور ہدایت کی راہوں کو پالو ۔

الحکم ۲۹ ۔ نومبر ۱۸۹۸ء نمبر ۳۷ جلد ۲ ۔

دوستو !

تمھارے بھائی دشا نجمان پو کی جماعت احمدیہ غیر احمدیوں کے فتنہ و شر میں مبتلا ہیں وہاں کا ہر ایک فرد سخت پریشان ہے ۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں کہ خداتعالیٰ اُن کو اس فتنہ و شر سے جلد خلاصی عطا فرمائے ۔ آمین

(ایڈیٹر)

(انوار احمدیہ پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپا اور تراب منزل سے شائع ہوا)